ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں سماجی و معاشی جہتیں

"Social and Economic Aspects in Bedi's Short Stories"

☆ڈاکٹر فریدہ عثمان (لیکچرار گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج چغرمٹی پشاور

☆☆ڈاکٹر جہانزیب شعور اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ، پشاور

☆☆☆ڈاکٹر روح الامین لیکچرار اردو شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ، پشاور

Abstract:

Rajinder Singh Bedi, the maestro of Urdu literature, is renowned for his profound short stories. He intricately weaves societal and economic intricacies into his narratives with a natural finesse, revealing deeper spiritual dimensions beneath the surface. While ostensibly grounded in reality, his tales illuminate the social and economic facets of contemporary life, offering a poignant portrayal of life's bitter truths through the lens of imagination. The characters in his works are deeply rooted in the social customs of Indian society, and their economic struggles vividly illustrate the harsh realities of life. This is why his stories are not merely fictional events, but rather, they resonate with the entire essence of the era. Bedi portrays the psychological and moral values of this era through the social and economic circumstances of his characters. Therefore, his short stories encapsulate an entire epoch, articulating its social and economic realities comprehensively.

Keywords: Rajinder Singh Bedi, Urdu literature, short stories, social customs, economic struggles, psychological portrayal, moral values, societal and economic realities.

بیدی کے افسانوں میں سماجی و معاشی جہتیں

کلیدی الفاظ: راجندر سنگھ بیدی، سماجی و معاشی پہلو، کرداروں کی نفسیاتی و اخلاقی اقدار۔

افسانوی آدب کا آغاز سترویں صدی میں ہوا۔ سب رس ملاوجی کے بعد نوطرز مرصع و باغ و بہار سے ناول تک کا سفر کئی نشیب و فراز سے گزرا۔ ناول کہانی کو زندگی کے حقیقی واقعات کی جانب لے کر آیا۔ 20ویں صدی کی ابتدا میں مختصر افسانے کا عکس ابھرا۔ اس میں کہانی کو طوالت کی بجائے اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا، تاہم اس اختصار میں جامعیت اور تاثر بہت اہم رہا، یہی وجہ ہے کہ داستان و ناول میں کئی واقعات کے برعکس افسانے میں ایک واقعہ کو اس انداز سے تخلیق کیا گیا کہ ان میں تاریخی اور تہذیبی زندگی کے کئی ادوار کا احاطہ ممکن ہوا۔ اس دوران تکنیک و موضوع کے تجربات اس امر کو یقینی بناتے رہے کہ کہانیاں عصری حالات کو بھی سامنے لائیں۔ ابتدائی تشکیلی دور سے نکل کر جدیدیت مابعد جدیدیت، تجریدیت، ابہام، سہل گوئی، ہر دور میں کہانی نے انسانی داخلی و خارجی واردات کو زندگی سے ہم آہنگ کیا۔ اردو افسانے کا دور اولین راشد الخیری پریم چند یلدرم اعظم کریوی جیسے افسانہ نگاروں پر مشتمل تھا اس دور میں افسانوں میں اصلاحی رنگ غالب تھا۔ پریم چند کے افسانوں میں اصلاحی مقصد کے باوجود موضوعات حقیقی رہے، انہوں نے کہانیوں کا انتخاب ارد گرد کی زندگی سے کیا۔ اس دور میں افسانے کا مزاج رومانوی اور تخیلی بھی تھا۔ سجاد حیدر یلدرم، حجاب امتیاز، کلیم احمد شجاع، نیاز فتح پوری، سلطان حیدر جوش، خان احمد حسین خان، نے رومانوی افسانے لکھے۔ ترقی پسند تحریک تک اردو افسانے نے کئی موضوعاتی تبدیلیوں کو اپنایا۔ ان میں اقتصادی اور سماجی پہلوؤں کو اہمیت حاصل رہی۔ معاشی زوال سماجی سطح پر طبقاتی نظام کا پروردہ ہے انسانی تاریخ میں فرد کی خارجی زندگی معاشی اتار چڑھاو سے متاثر رہی۔ افسانہ نگاروں نے مختلف انداز سے اس کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ معاشی زوال نے سماج کو اور سماج نے انسانی زندگی کو ہیجان میں رکھا۔ ان سب موضوعات کو بیانیہ، مکالماتی، علامتی، تجریدی، یا کرداری انداز میں تخلیق کیا گیا۔

"افسانوں میں عوامی زندگی کے گوناگوں مسائل کو تخلیقی سطح پر منظم طریقے سے برتا گیا"(1)

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

زندگی اوراس کی وسعتوں کے متعلق افسانے میں گہرے سرائیت پسندانہ حقائق کو اپنایا گیا. ان کہانیوں میں قوموں کے عروج وزوال کی داستانیں نہیں بلکہ انسانی تاریخ کے اوراق ہیں جو زندگی کے بنیادی محرکات سے سوال کرتے ہیں انسانی حیات اوراس کی جبلت ضرورتوں سے جنم لیتی ہے ان ضرورتوں کو وہ خواہشات کے سانچوں سے پرکھتا ہے مادی زندگی میں انتشار اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اقتصادی عناصر عدم توازن کا شکار ہوتے ہیں۔ ترقی پسند افسانے کا بنیادی موضوع انسانی زندگی ہے وہ اقتصادی حوالے سے فرد کے داخل وخارج کا تزکیہ کرتے ہیں۔ ان کا کمال یہ ہے تخلیق کے محرکات خارجی ہونے کے باوجود انسانی نفسیات کی عکاسی کرتے ہیں۔ان میں بعض افسانہ نگاروں نے انسانی واقعات کا تخیل کی انکھ سے ادراک کیا.

سماج، معاش اور ادب کا گہرا تعلق ہے، ادب انسانی معاشرت اور انسانیت کی وسیع ترین تصویر تخلیق کرتا ہے۔ سماجی زندگی کے تجربات، احساسات، اور معاملات معاشی حوالے سے اثرانداز ہوتے ہیں اس طرح انسانی رویے واقدار سماج میں اس وقت تغیر پاتے ہیں جب یہ اقتصادی حوالے سے اونچ پنچ کا شکار ہوتے ہیں، انسانی سماجی زندگی میں تعلیم، علم وہنر، خاندان، مذہب، سیاست، معیشت، تہذیب وروایات، تمدن، ثقافت، غرض ماضی حال اور مستقبل شامل ہے۔ادب زندگی کا ترجمان ہے یہی وجہ ہے کہ اس حوالے سے ہر قسم کا موضوع اس کا موضوع ہے ادب کا اصل مقصد، اخلاقی اصولوں، اور نفسیاتی بنیادوں پر سماج کو روشنی فراہم کرنا ہے۔اس طرح، ادب سماج معاش کا تعلق گہرا اور متعدد پہلووں پر مبنی ہوتا ہے۔ادب سماجی تبدیلیوں، معاشرتی بحرانات، اور انسانی تجربات کا اظہار کرتا ہے اور سماجی زندگی کی حقیقت کو بہتر سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ جبکہ سماجی عناصر ادب کو ارتقاو تشکیل کے مرحلے سے گزار کر زندگی کی معنویت سے آشنا کراتا ہے۔ادب اور سماج کی طرح معاشی وسماجی تعلق بھی تاریخی ادوار سے ایک ساتھ گزرا ہے۔ سماجی نظام کی تبدیلی، معاشی پہلوؤں سے وابستہ رہی، فرد کی انفرادی واجتماعی معاشرتی، نفسیاتی، اخلاقی، رویے معاشی اونچ پنچ سے متاثر ہوتے رہے۔ادب نے سماجی ومعاشی موضوعات کو اپنا کر اپنا دامن وسیع کیا، یہی وجہ ہے کہ ہر دور کا ادب آفاقی ہونے کے باوجود بھی اپنے عہد کے سماجی ومعاشی پہلوؤں تک کسی نہ کسی صورت محدود بھی رہا اور موضوع بھی۔

سماج ومعاشی نظام کے ادب پر مختلف اثرات نمایاں ہوتے رہیں، جو کہ ادب کی تشکیل، ارتقا، موضوعات، تکنیک، اور ترکیب پر اثرانداز ہوئے۔ مثال کے طور پر، ایک سماج میں اگر غربت بھوک معاشی عدم توازن کا نظام چل رہا ہے تو ادب کا موضوع بھی یہی ہوگا اگر نہیں تو کسی نہ کسی صورت میں وقتی تسکین کا موجب تو ضرور ہوگا البتہ دائمی نہیں ہوگا اس طرح سماج ومعاشی نظام کے موضوعات میں انسانی تجربات کی متنوع جہتیں سامنے آتی ہیں، جو سماجی زندگی کی حقیقتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔انسانی احساسات، تجربات، جیسے کہ غم، خوشی، عشق، اور جدوجہد، ادب کے خاص موضوعات رہے ہیں۔اس طرح جہاں ادب سماجی طور پر ایسے موضوعات کا انتخاب کرتا ہے جو فرد واجتماع کے لئے تزکیے کا موجب ہو، وہی پر معاشی وسماجی اثرات ادب کے لئے موضوع اور تعین کے راستوں کا انتخاب آسان اور پر اثر بناتا ہے۔.

راجندر سنگھ بیدی زندگی کی تفہیم کے لیے کسی تاریخ دان فلسفی سیاست اور طبیب وغیرہ کا انتخاب نہیں کرتے بلکہ انہوں نے زندگی کی حقیقتوں کو برہنہ کر کے حقیقت اور تخیل کو یکجا کیا ہے ان کے افسانوں میں بنیادی موضوع فرد ہے۔وہ فرد سے وابستہ اہم مسائل کو اجاگر کرتے ہیں متنوع موضوعات کو تخیل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ان کے کردار فطری ہیں۔ان کی کہانیاں بظاہر بہت سہل اور سیدھی سی ہیں۔تاہم ان میں سماجی زندگی سے وابستگی ازلی اور ابدی محرومیاں شامل ہیں۔ان کی تخلیقات ان کا ذاتی تجربہ نہیں بلکہ فرد کے آفاقی تجربات کا ائینہ ہے۔ وہ عام انسانوں کو موضوع بناتے ہیں، جو معاشرے میں انسانی بے چینیوں کی تصویریں ہیں ان کی کہانی کا مرکز انسان کی قلبی تفہیم کی علامت ہے۔وہ سماجی تغیرات کو معاشی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کا افسانہ من کی من میں سماجی طور پر ایک ایسی کہانی ہے کہ جس میں فرد دوسرے افراد سے وابستہ ہیں. کہانی میں تین مرکزی کردار مادھو اس کی بیوی اور منہ بولی بہن کا ہے مادھو کی بہن بیوہ ہے اور وہ معاشی طور پر غربت کی زندگی گزار رہی ہے مادھو کسی نہ کسی صورت میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہے لیکن سماجی روایات اس کی راہ میں آجاتے ہیں اور معاشرہ اس پر شک کرنے لگتا ہے

"اگر یہ سچ ہے کہ کسی غیر مرد کا یوں بیوہ کی مدد کرنا پاپ ہے
تو یہ بھی سچ ہے کہ سماج کے دائرے میں رکھ کر ایسی شکستہ حال بیوہ کے
رہے سہے گوشت کو نوچ نوچ کر کھانا کوئی پاپ نہیں"2

طبقاتی نظام نے دولت کے غیر منصفانہ تقسیم کو توانا کیا۔اس کی نمائش نے معاشرے میں ایسے نظام کو لاگو کر دیا ہے جہاں پر انسانی جذبات شکست وریخت سے دوچار ہیں انسانی فطرت اس کے سینہ میں عشق کا جذبہ حرارت رکھتا ہے تاہم آزمائش ومحرومیاں اس کو دباتی ہے۔ بیدی نے فرد کی ذاتی بپتا کو سماج سے وابستہ کر دیا ہے ان کی کہانیوں میں مرکز کو سمجھنے کے لیے فرد کے داخل میں اترنا ضروری ہے اور یہاں سے ہم سماج کے گریہہ چہروں کا نقاب اترتے دیکھتے ہیں ایسی صورت میں تہذیبی زندگی بہت سی المناک داستانوں کو جنم دیتی ہیں۔افسانہ من کی من میں رمبو کی زندگی بہت مشکلات سے دوچار ہے اس پر ساہوکاروں کا قرضہ چڑھا ہوتا ہے مصنف سودی نظام پر بھی سوال

اٹھاتے ہیں دوسری جانب سماجی سطح پر بہت سے مسائل سامنے آتے ہیں۔ رمبا کا کردار محرومیوں کا مرکز ہے اور ان حالات میں کسی قسم کی مدد کرنا سماج میں اس کے لیے اذیت بن جاتا ہے وہ زندگی کے مسائل سے نکل کر جب بھی آگے بڑھنے کا سوچتی ہے تو سماجی سطح پر اس کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مادوں کی بیوی طبقاتی نظام کا شکار ہے وہ اپنے سے نچلی ذات کے انسانوں کے ساتھ کوئی تعلق روا نہیں رکھتی۔

"افسانہ ایک شعور کا ایک احساس کا نام ہے جو کسی میں پیدا نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔

اسے حاصل تو کیا جا سکتا ہے لیکن حاصل کرنے کے بعد بھی آدمی دست بہ دعا ہی رہتا ہے "3

بیدی کے افسانوں میں معاشی زندگی کا پہلو انفرادی وہ اجتماعی جبلتوں کو سامنے لاتا ہے ان کی کہانیوں میں سماج اور معاش فرد کی زندگی میں کئی اخلاقی سماجی معاشرتی نفسیاتی مسائل کو جنم دیتے ہیں ان کے خیال میں غربت بھوک اور مفلسی انسانی رویوں میں اخلاقی زوال کو جنم دیتے ہیں اور انسانوں نے اخلاقی معیار کو معاشی نظام کی استواری پر اٹھا رکھا ہے کسی بھی سماج میں انسان اور انسانیت کے لیے بنیادی اکائی اقتصادی عروج ہے۔

افسانہ "گرم کوٹ" میں شمی کا کردار ایسی عورت کا ہے جو سماجی طور پر ایک گھریلو خاتون ہے وہ ہر طرح سے اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے جبکہ اس کا شوہر احساس محرومی کا شکار ہوتا ہے مصنف کے خیال میں معاشی عدم استحکام اور فرد کی شناخت کو متاثر کرتی ہے وہ سماجی زندگی میں معاشی ضرورتوں سے مبرا نہیں ہوتا۔ شمی کے کردار میں ایک شوہر پرست بیوی موجود ہے مصنف کے نزدیک عام آدمی کی زندگی میں جذبات اپنے حقیقی انداز میں موجود ہوتے ہیں تاہم اقتصادی کمزوریاں اس بصیرت کو ماند کر دیتی ہیں۔ معاشی لحاظ سے منفی رویے توانا ہو جاتے ہیں اور انسانی تعلقات میں ہم آہنگی اضطراب و بے چینی جنم لیتی ہے۔

"بیوی بچوں کو پیٹ بھر روٹی کھانے کے لئے مجھ سے معمولی کلرک

کو اپنی بہت سی ضروریات ترک کرنا پڑتی ہیں اور انہیں جگر تک پہنچتی ہوئی

سردی سے بچانے کے لئے خود موٹا جھوٹا پہننا پڑتا ہے "4

شمی کا شوہر چھوٹی محبتوں سے مالا مال ہے وہ خود غرضیوں اور حاسدانہ غلاظتوں سے پاک ہے دوسری جانب شمی کا کردار ہندوستانی سماج میں تہذیبی زندگی کا علمبردار بھی ہے تاہم وہ اقتصادی مسائل کی ایسی ترجمانی پیش کرتے ہیں جس سے اس عہد کے متوسط طبقے کا تقریباً ہر فرد متاثر تھا

"یوں تو میں اپنے گرم کوٹ کے لئے کپڑا خریدنا گناہ خیال کرتا تھا

مگر شمی کی آنکھیں، ان آنکھوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے میں

منگل سنگھ تو کیا تمام دنیا سے جنگ لڑنے پر آمادہ ہو جاوں "5

افسانے کی کہانی میں سماجی زندگی کی عکاسی تخلیقی تجربات کو ثابت کرتی ہے سماجی زندگی کو غیر فطری انداز میں پیش کرنا مصنف کی مثالیت پر ثبوت ہے ان کے ہاں سماجی زندگی کو اس کے تمام تر حقائق کے ساتھ ادراک میں لانا فنکار کے فنی مہارت کا ثبوت ہے بیدی کی کہانیوں میں سماجی حقیقت نگاری انسان کے باہمی رشتوں پر مشتمل ہے وہ فرد اور گروہ پر مشتمل تہذیبی زندگی کی عکاسی پیش کرتے ہیں وہ سماجی طور پر عصری زندگی کی حقیقتوں کو جانتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی کہانیوں میں انسانی روایات اور تاریخ ادوار کے سلسلے ہندوستان کی تہذیبی سماجی اور معاشی استحصال کے ہر زاویے کو سامنے لاتے ہیں بیدی کے افسانوں میں سماجی زندگی کی پیشکش باغیانہ حقائق کو آشکار کرتی ہے۔ وہ تخیل کی آنکھ سے خارج کی دنیا اور اس کی بے بسی کا مشاہدہ کرتے ہیں افسانہ "دس منٹ بارش میں" بظاہر ایک عام سماجی واقعے کو اجاگر کرتا ہے تاہم انہوں نے استعاراتی و معنوی حوالے سے کہانی میں انسانیت سوز واقعات کو قلم بند کیا ہے دس منٹ کا یہ لمحہ انسان کی سماجی تاریخ کے کریہہ چہرے کو بے نقاب کر دیتا ہے راٹا کا مرکزی کردار اس کے انفرادی عمل کو نہیں بلکہ اجتماعی حالات کو سامنے لاتے ہیں۔

"یہ بارش کا دامن کیا اس کے لئے کم ہے کہ راٹا کی سی عورت کو میں جانتا ہوں

جب کسی ایسے انسان پر عزت کے دامن تنگ ہو جاتے ہیں تو خود بخود

ایک بہت بڑا دامن اس کے لئے کھل جاتا ہے "6

راٹا کے کردار نے سماجی طور پر انفرادی اور اجتماعی سانحات کو معاشی نظر سے پیش کیا۔ اس کا شوہر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے معاشی کمزوریاں اس کے مسائل کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ تمدنی انحطاط بیدی کے افسانوں میں تخلیق پاتا ہے وہ معاشی المیوں کو انسانوں کی درجہ بندی سے دیکھتے ہیں انہوں نے سماج کے تضاد پرست رویوں کو مختلف نوع مشاہدوں سے پرکھا اور اس کی گہرائی کو مکمل جزیات کے ساتھ تخلیق کیا۔ دس منٹ بارش کی راٹا بظاہر ایک غریب اور بے بس عورت ہے جس کا ایک نہ ماننے والا بیٹا بھی ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اور وہ تیز بارش میں اپنی جھونپڑی کو درست کرتی ہے اور محلے کے چند لڑکے اس کے جسمانی خدوخال پر آپس میں چہ مگوئیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ مصنف کے خیال میں اس دس منٹ کا وقفہ ایک مکمل سماجی زندگی کا احاطہ کر سکتا ہے تاہم اس کے لیے دروں بین اور اندرون بین نگاہوں کا ہونا ضروری ہے۔

بیدی کے افسانوں میں سماجی شعور ماضی حال اور مستقبل سے جڑا ہے وہ انسانی فطرت کے متعلق کرداروں کے باطن سے گزرتے ہیں ان کی کہانیوں میں کرداروں کی معاشرتی زندگی اس وقت مکمل ہوتی ہے جب وہ سماجی زندگی کے دائروں میں داخل ہوتے ہیں ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے سماجی زندگی کو فرد کے معاشی پہلو سے دیکھا وہ انسانی ارتقا کے ہر مرحلے پر تہذیبی حوالے کو اہم سمجھتے ہیں سماجی زندگی میں اخلاقی حوالہ ناگزیر ہے۔ انسانی فطرت میں اقتصادی حوالہ فرد اور اجتماع کے مثبت رویوں کو توانائی دیتا ہے معاشی عدم استحکام سماج میں کئی منفی رجحانات کو جنم دیتا ہے طبقاتی کشمکش غیر منصفانہ رویوں کی وجہ سے وجود میں آتی ہے اس کے واضح مثال ان کا افسانہ حیاتین ب ہے جس میں ماتادین کی بیوی غربت کی وجہ سے سماجی منافقت کا شکار ہو جاتی ہے ماتادین مفلسی کی وجہ سے ایسے رویوں کو قبول کرتا ہے جو کسی بربریت سے کم نہیں۔ بیدی نے افسانے کا ماحول تپتی دھوپ بلکتے بچے اور پسینے میں شرابور ماؤں کی سانسوں میں تخلیق کیا ہے اور یہاں سے معاشی پسماندگی کا ایک لاوا تیار کیا ہے جس کی زد میں پوری ہندوستانی تاریخ سامنے آجاتی ہے معاش کا یہ المیہ شعور کا حصہ بن جاتا ہے جس سے سماج میں انتشار اور بے چینی پھیل جاتی ہے بیدی کے افسانوں میں یہ کرب ہندوستانی سرزمین پر صدیوں سے چلے آئے روایات پر کاری ضرب ہے۔

"راجندر سنگھ بیدی نے زندگی کی بڑی اونچ نیچ دیکھی، پنجاب کے خوشحال قصبوں
اور بدحال لوگوں کی بپتا، نیم تعلیم یافتہ حلقوں کی رسم داریاں، کش مکش اور
نباہ کی تدبیریں، پرانی دنیا نئے خیالات کی آمیزش، ان سب میں بیدی نے
دہشت کی بجائے نرمیوں کو چن لیا"7

ماتادین کی بیوی تہذیبی وتمدنی زوال کا نوحہ ہے اس کا کردار مرکزی نہیں تھا ہم اس کا وجود فطری ہے جو کہانی میں انسانی المیوں کو چیرتا ہوا حال کے حقائق کو پیش کرتا ہے ماتادین کی بیوی جب حمل سے ہوتی ہے تو اس کی زندگی کے لیے حیاتین ب کی ضرورت ہوتی ہے ۔ مصنف نے حیاتین ب میں اردگرد کے حالات کی تفہیم تخلیقی انداز سے کی ہے افسانہ "آلو" سماجی اور معاشی طور پر انسانی زندگی کی ابتری کا افسانہ ہے جس میں انسان اور سماج لازم وملزوم ہے تاہم ان کے درمیان معتبر وسیلہ معاش کا ہے سماجی زندگی میں فرد کی ذات اور اس کا بیانیہ اس وقت تک سفر نہیں کر سکتا جب تک اس کے معاشی حالات توازن سے نہ ہو، بیدی کے افسانوں میں جہاں معاش کا مسئلہ آیا ہے وہاں پر ان کے کردار سماجی طور پر عدم شناخت کا شکار ہے لکی سنگھ کامریٹ ہے اور اس کی بیوی سماجی زندگی میں خوش ہے تاہم جب ان کے معاشی حالات بدلتے ہیں تو قریب رشتہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے میاں بیوی میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے گویا ان کا سماجی تہذیبی شعور محض پیٹ تک محدود ہو جاتا ہے

"بسنتی ہڑتال کے محرکوں کو گالیاں دینے لگی ان محرکوں کو جن میں
اس کا اپنا لکھی سنگھ بھی شامل تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بسنتی نے ایک اچھے کامریڈ کی طرح
ہمیشہ میرا ساتھ دیکھا لیکن اب وہ بھی مجھے جواب دے رہی تھی"8

بیدی کی کہانیاں سماجی حقائق کے مظاہر کو سامنے لاتی ہیں، اگر کہا جائے کہ ہندوستان کی سماجی حالات نے بیدی کی تخلیقی جہتوں کو رومانی حقائق کی جانب لوٹایا ہے تو بے جا نہ ہوگا جہاں پر سماجی زندگی کے بنیاد محرکات انتشاری نظام کے دروبست سے وابستہ ہو، وہاں پر فرد کا داخل کی جانب سفر کرنا مشکل نہیں۔

بیدی کے افسانوں میں جنس کا پہلو جہاں سماجی حوالوں کو اجاگر کرتا ہے وہاں پر نفسیاتی عناصر کو بھی سامنے لاتا ہے۔ ان کہانیوں میں فرد کی نفسیات پر گہرا اثر معاش کا ہے افسانہ "ببل" میں ببل کی ماں معاشی حوالے سے کمزور ہے جس کی وجہ سے وہ جسم فروشی کی جانب مائل ہو جاتی ہے، افسانہ "کلیانی" میں کلیانی بھی غربت ومفلسی چیز کی وجہ سے جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان کے افسانوں میں گہرا سماجی شعور ہی نفسیاتی حوالوں سے فرد کے داخل کی منفی رویوں کو سامنے لاتا ہے۔

بیدی کی کہانیوں میں سماجی طور پر کئی موضوعات کو لایا گیا ہے ان میں عقائد توہمت پرستی بھی شامل ہے اس کی ایک مثال افسانہ گرہن ہے جس کا مرکزی کردار ہولا ہے۔ وہ حمل سے ہے اور اس کے گھر والے سخت عقائد پرست ہیں وہ ہر سال بچہ پیدا کرتی ہے تاہم ان بچوں کی تربیت کا خیال کسی کو نہیں۔ ان کے توہم پرستی پر بھی معاشی حوالے غالب ہیں

"ہر سال ڈیڑھ سال کے بعد وہ ایک نیا کیڑا گھر میں رینگتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے تھے
اور بچے کی وجہ سے کھایا پیا ہولا کے جسم پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

شاید اسے روٹی بھی اسی لئے دی جاتی تھی کہ پیٹ میں بچہ مانگتا"9

بیدی کو جہاں یقین ہوتا ہے کہ سماجی اور معاشی ناہواریاں واقعات کی تخلیق سے شدت اختیار نہیں کرتی تو اس کے لیے وہ علامتوں اور استعاروں کا استعمال بھی کرتے ہیں افسانہ "گرہن" میں گرہن انسانی اخلاقی معیارات کے زوال کی علامت ہے ایک عورت ہے اور وہ معاشرے میں عدم شناخت سے دوچار ہے افسانہ "اپنے دکھ مجھے دے دو "کی اندو، لاجونتی، کی لاجو "ببل" کی سیتا یہ سب کردار سماجی رشتوں کی معنویت کو اجاگر کرتے ہیں تاہم ان کی زندگیوں میں معاش کی ابتری تغیر لاتی ہے بیدی کی کہانیوں میں اقتصادی اور سماجی کشمکش پیچیدہ نہیں بلکہ تغیر و تبدل کے مابین تصادم وہ ارتباط کی عکاسی کرتی ہے وہ انسان کی تہذیبی تاریخی شکست و ریخت کو انسانی کرداروں میں تخلیق کرتے ہیں بیدی حساس لکھاری ہے ان کے نزدیک انسان کی جبلت پر خارج کے اثرات داخل کو متاثر کرتے ہیں دونوں کو یکسر نظرانداز کرنا ناممکن ہے۔ان سب حقائق کو سامنے لانے کے لئے بیدی نے سماجی حیثیت میں معاشی عناصر کو مدہم لب و لہجے کے ساتھ تخلیق کیا ہے انہوں نے نفسیاتی دروبینی سے کام لیا اور فکری اعتبار سے تجریدی انداز میں معاشرتی زندگی اور مادی حقائق کا احاطہ کیا۔

حوالہ جات

1)اردو افسانے تعریف تاریخ تنقید، پروفیسر صفیر افراہیم، براؤن بک پبلیکیشنز نئی دہلی، 2018، ص8
2)راجندر سنگھ بیدی، افسانہ من کی من میں، مشمول مجموعہ راجندر سنگھ بیدی، مرتب کردہ صلاح الدین محمود، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2014، ص41
3)راجندر سنگھ بیدی افسانوی تجربہ، اظہار کے تخلیقی مسائل، مشمولہ مجموعہ راجندر سنگھ بیدی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 2014، ص۔1231
4)فسانہ گرم کوٹ، راجندر سنگھ بیدی، مشمول مجموعہ راجندر سنگھ بیدی، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2014، ص49
5)ایضاص51
6)ایضاص123
7)راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری وہاب اشرفی ایجوکیشنل۔ پبلیشنگ ہاؤس نئی دہلی 2001ص38
8)ایضا ص 277
9)ایضا ص 168